قلات

☆ ۔سوئی گیس سرزمین بلوچستان کا انمول تحفہ

☆ ۔خاران، بسیلہ اور مکران سے الحاق پاکستان کا اعلان کیا

☆ ۔اُمت مسلمہ کی حفاظت کے فیصلے آسمانوں سے صادر ہوتے ہیں

قدرت نے کاپر اور سونے کی کانیں سرزمین بلوچستان کو عطا فرمائی

لفظ پاکستان کا ایک غالب حصہ صوبہ بلوچستان سے مستعار ہے۔ پاکستان میں شامل ہونے والے علاقوں کے مختلف حروف کو جوڑ کر اس نوزائدہ ریاستا سلامی جمہوریہ پاکستا نکا نام رکھا گیا۔ چنانچہ اس لفظ کا آخری حصہ بلوچستان سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ جس طرح بلوچستان کے حروف سے پاکستانبنا ہے اسی طرح بلوچستان کے علاقوں کے بغیر بھی پاکستان نامکمل ہے۔ قلاتبلو چستان کا ایک اہم ترین حصہ ہے پاکستان کی سب سے بڑی کمشنری بھی ہے۔ بلوچستان پاکستان کا جنوب مغربی خطہ ارضی ہے، اس صوبہ کے مغرب میں ایران اور افغانستان کی سرحدیں ہیں اور جنوب میں بحیرہ عرب کا وسیع و عریض ساحل ہے۔ بلوچستان کی اہمیت اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ علاقے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ لیکن آبادی کے اعتبار سے سب سے چھوٹا ہے اور وسائیل کے اعتبار سے پاکستان کا امیر ترین علاقہ ہے۔ پورے ملک کو سوئی گیس کے نام پر میسر آنے والا ایندھن سرزمین بلوچستان کا انمول تحفہ ہے جو وطن عزیز کے باسیوں کے لیے سہولت رساں ہے۔ اس کے علاوہ کاپر اور سونے کی کانوں سمیت قدرت نے بے بہا خزانے اس سرزمین بلوچستان کی تہوں میں دفن کر رکھے ہیں۔ بلوچستان کی سرزمین قائداعظم کی آخری ایام کی بھی امین ہے۔ برطانوی راج میں بلوچستان میں چار خودمختار ریاستیں قائم تھیں، ان میں قلات سب سے بڑی ریاست تھی۔ قیام پاکستان کے پہلے سے بعد تک قائداعظم مسلسل بلوچستان کے دورے کرتے رہے اور خوانین سے ملاقاتیں اور ان ریاستوں کے دربار عام سے خطاب بھی کرتے رہے۔ اس مسلسل تگ و دو کے نتیجے میں 18 مارچ 1948 کو بلوچستان کی تین ریاستوں، خاران، لسبیلہ اور مکران نے الحاق پاکستان کا اعلان کر دیا۔ 27 مارچ کو خان آف قلات بذات خود کراچی میں تشریف لائے، قائداعظم سے ملاقات کی اور آخری ریاست، ریاست قلات کا بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا۔ قلات کا علاقہ انتظامی طور پر پاکستان کا بہت بڑا یا شاید سب سے بڑا علاقہ ہے۔ قلات کو ڈویژن یا کمشنری کا مقام حاصل ہے۔ اس ڈویژن کو سات انتظامی اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے، ضلع قلات، ضلع مستنگ، ضلع خضدار، ضلع اواران، ضلع خاران، ضلع وارشک اور ضلع لسبیلا۔ قلات کا علاقہ رقبے کے اعتبار سے بھی بہت وسعت کا حامل ہے 91,909 مربع کلومیٹر کے اس محیط میں فارسی، بروہی اور بلوچی زبانیں بولی جاتی ہیں اور تا دم تحریر اردو کو بھی ساکنان قلات کے ہاں پزیرائی حاصل ہے۔ یہاں کا اوسط سالانہ درجہ حرارت محض 14 ڈگری سینٹی گریڈ ہے، گویا بہت ہی مناسب اور مائل بہ ٹھنڈک اور صحت افزا موسم کا حامل ہے۔ قلات میں 166 ملی میٹر سالانہ بارشوں کی اوسط ہے جو کہ ایک لحاظ سے کافی کم ہے چنانچہ پانی کی کمی پوری کرنے کے لیے بارشوں کے پانی کو جمع کرنے کا قدیمی نظام یہاں موجود ہے جسے اب سرکاری سرپرستی میں مزید بہتر کیا جا رہا ہے۔ آبادی کے لحاظ سے یہ مکمل طور پر ایک مسلمان علاقہ ہے کم و بیش دو فیصد لوگ غیر مسلم ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہاں کی مقامی روایات میں اسلامی تہذیب و تمدن کے رنگ نمایاں ہیں۔ بھاٹیہ ذات کے کچھ ہندو خاندان بھی یہاں مقیم ہیں جن کی عبادت گاہ قلات کا لی مندر کے نام سے موسوم ہے۔

قلات کی تاریخ بہت قدیم ہے۔قبل از تاریخ اس علاقے کو قلات سیوا کہتے تھے،اس وقت یہ جگہ قدیم ہندو مذہب کے ماننے والوں کے زیر نگیں تھی۔ بعد میں اس جگہ کو قلات نچار یکہا جانے لگا۔اس کی وجہ بروہی بان نچاری قبائل تھے جواس علاقے کے اولین باسی شمار ہوتے ہیں۔ یہ قبائل مشرق سے قلات میں وارد ہوئے اور انہوں نے اپنی رہائش کے لیے یہاں قلعے بھی تعمیر کیے۔ بلوچ قبائل کی آمد ان کے بعد مغرب سے ہوئی ۔ بروہی قبائل نے پندرہویں صدی میں یہاں ایک بہت طاقتور ریاست بنالی تھی لیکن دہلی کے مغل حکمرانوں کے سامنے اس ریاست کی کچھ نہ بن سکی اور یوں قلات کا علاقہ مغل سلطنت کا باجگزار بن گیا۔دہلی سے طویل فاصلے کے باعث مرکزی حکومت کی گرفت بہت کمزور رہی۔ چنانچہ مغل اعصاب کی کمزوری کے ساتھ ہی سترہویں صدی عیسوی میں یہ علاقہ پھر آزہوگیااور بروہی سرداروں کی سیادت ایک بارپھر یہاں پر قائم ہوگئی۔1876 میں تاج برطانیہ کے غروب نہ ہونے والے سورج نے قلات پر بھی ایک معاہدے کے ذریعے اپنی حکومت قائم کرلی۔ گوراسامراج رخصت ہواتو قلات کا علاقہ دوقومی نظریے کی ٹھنڈی چھاں میں آسودہ حال ہوا۔

قلات کی تاریخ میں میرنصیرخان نوری ایک شاندارحکمران گزرے ہیں۔ یہ سچے اورصحیح معنی میں مسلمان حکمران تھے۔شاہ ولی اللہ کے زمانے میں مرہٹوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرر کھا تھا۔قوائے دہلی کمزور ہوئے تو مرہٹوں نے اسلام دشمنی میں کوئی کسر نہ اٹھار کھی تھی۔ مرہٹوں کے زیرقبضہ علاقوں میں مسلمان بہت زیادہ کسمپرسی کی زندگی گزار رہے تھے۔مرہٹے جیسے جیسے طاقت پکڑتے جارہے تھے تو کل مسلمانان ہندوستان کی زندگی کو خطرات لاحق ہوگئے تھے۔مغل دربار اب اخلاقی اورعسکری طور پر کسی بڑی قوت سے مقابلے کے قابل نہ رہا تھا۔ان حالات میں شاہ ولی اللہنے برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں کو بچانے کے لیے عالم اسلام سے اپیل کی ۔اس اپیل کے جواب میں احمد شاہ ابدالی افغانستان کے سنگلاخ وبلند و بالا پہاڑوں کے درمیان سے قہر بن کر مرہٹوں پر نازل ہوا۔تاریخ اسلام کے اس نامورسپوت کی افواج میں قلات کے میر نصیرخان نوری بھی اپنی بلوچ سپاہ کے ساتھ موجود تھے۔چنانچہ اس وقت کے فریضہ جہاد میں قلات نے بھی اپنا مقدوربھر حصہ ڈالا قلات کا یہ مسلمان حکمران احمد شاہ ابدالی کے ساتھ مل کر پانی پت کے میدان میں دشمنان اسلام کا صفایا کرتا رہا اور یوں ایک فتنہ سر اٹھاتے ہی دفن ہوگیا۔اس لڑائی میں میرنصیرخان نوری کے جھنڈے تلے مزاری،بگٹی ،لغاری اورمری قبائل کے مجاہدین بھی شامل تھے۔فتح کے بعد احمد شاہ ابدالی نے بہت سے گرفتار مرہٹے انعام کے طور پر میر قلات کو تحفتہ پیش کیے ۔ان مرہٹوں کو ڈیرہ بگٹی میں آباد کیا گیا جن کی اولاد آج ہندوبگٹی کے نام سے جانے جاتی ہے۔قلات کے حکمرانوں کا اسلام کے ساتھ یہی جذبہ ہے جوانہیں پاکستان کے قریب لے آیا اور قلات کے میر احمد یار خان پچھتر کی دہائی میں بلوچستان کے گورنر بھی رہے۔اس علاقے میں اسلامی روایات کو بہت اہم مقام حاصل ہے اور تبلیغ کے لیے نکلنے والوں کی شرح بھی یہاں بہت زیادہ ہے اور مدارس میں دینی طلبہ کی ایک نسل ہے جس کی تعداد کسی دور میں بھی کم نہیں ہوئی۔

قلات کی ریاست میں اب بہت سے انتظامی اضلاع بن چکے۔ان میں ضلع قلات کواب بھی مرکزی مقام حاصل ہے،ضلعی صدر مقام کی حیثیت سے سے شہر کا نام بھی قلات ہی ہے۔اس ضلع کا رقبہ 6621مربع کلومیٹر ہے اور آبادی کم وبیش چارلاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔حکومت مغربی پاکستان نے 3فروری1954 کوایک حکم نامے کے ذریعے اس جگہ کوضلع کا درجہ دیا۔اس وقت خضداراورمستونگ اس ضلع کی تحصیلیں قرارپائی تھیں۔بولان،جھل مگسی اور نصیرآباد بھی اسی ضلعے کے اہم علاقے تھے۔نصیرآباد کو بعد میں ڈیرہ مراد جمالیکہا جانے لگا۔دیوڑ،مینگل اور زہری قبائل کی یہاں کثرت ہے۔%98 سے زائد آبادی مسلمان ہے جبکہ زکری مذہب کے کچھ لوگ بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔قلات زیادہ تر پہاڑی علاقوں اور وادیوں پر مشتمل ہے۔خشک اورگرم آب وہوا کے باعث یہاں صرف ایک ہی دریا،دریائے مورو بہتا ہے۔آبادی کا انحصار زیادہ تر کھیتی باڑی اورغلہ بانی پر ہے۔پوری دنیا میں علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں،ان میں سے بعض تحریکیں مسلح جدوجہد کی شکل اختیار کر کے تحریک کی بجائے جنگ آزادی کا روپ دھار چکی ہیں۔اس کے برعکس پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کے ساتھ الحاق کی تحریکیں چلتی ہیں۔کشمیریوں کی جدوجہد اس کی واضع مثال ہے جوایک عرصے سے کشمیر بنے گا پاکستانکے نعرے پر قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں۔بھارت کے اندر بھی چلنے والی آزادی کی تحریکیں پاکستان کی طرز ہندوستان سے آزادی چاہتی ہیں یا دبے دبے الفاظ میں پاکستان سے دوستی،تعلق یا انتظامی اشتراک کی بنیاد پر الحاق کے اشارے کنائے کا اظہار کرتی ہیں۔بلوچستان کے عوام عام طور پر اورقلات کے باسی خاص طور پر خوش قسمت ہیں کہ انہیں قائداعظم کی خاص شفقت اور محبت کی بدولت پاکستان میں شمولت کی نعمت میسر آ گئی۔اب وہ ایک ایسی سرزمین کے شہری ہیں جسے اللہ تعالی کے نام پر قائم کیا گیا ہے،جس ریاست کا مقصد قیام لا الہ الا اللہ ہے اور جسے اس وقت زمین کے سینے پر مسجد کا مقام حاصل ہے۔قلات کے عوام اس ملک خداداد کے ساتھ اپنی جذباتی وابستگیاں قائم کر کے اپنے اسلام کی یاد تازہ کر سکتے ہیں اور اپنے دیندار حکمرانوں کے نقش قدم پر چل کر اس ریاست اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پوری آزادی کے ساتھ اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔27مارچ ہرسال آتا ہے،اس دن کو یوم الحاق پاکستان کی یاد میں یوم تشکر کے طور پر منایا جائے اور اہل قلات اس دن کے حوالے سے اپنی نسلوں کو باور کرائیں کہ پاکستان کے قیام سے الحاق تک ان کی تاریخی کاوشیں اس کا حصہ ہیں اور پاکستان صرف ہندوستانی مسلمانوں کا نہیں بلکہ کل امت مسلمہ کی امانت ہے جس کی حفاظت کے فیصلے آسمانوں سے صادر ہوتے ہیں،الحمد للہ۔